مبالغہ آمیز تصور کر لینے کے بعد ہر صاحب ایمان کو بہر حال سوچنا چاہیے کیا ان حالات کے مقابلے میں دینی قوتیں علماء حق اور بہی خواہان قوم و ملت سپر ڈال دیں۔ یہ سیلاب جو بہہ رہا ہے کیا ہم اپنے آپ کو چھوڑ دیں کہ وہ ہمیں بھی بہا کر لے جائے اور آئندہ نسلوں کی بھی دینی فکر، اسلامیت، جذبۂ جہاد اور ملت و ریاست کی وفاداریوں کو تاراج کر کے ان کی استعداد و صلاحیت کو فنا کی گھاٹ اتار سے اور انہیں بھی بہا لے جاتے۔

کیا یہ ہماری ذمہ داری، اخلاقی فرض، انسانی اور خالص دینی و اسلامی ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم اس کے مقابلے کے لیے جد وجہد کریں۔ خواہ جد وجہد کرتے ہوئے ہمیں مصائب، مسائل، مشکلات، تشدد، قربانی اور شہادت تک مراحل سے گزرنا پڑے؟

مذکورہ دونوں باتیں اور کردار کے دونوں رخوں میں سے ایک کا انتخاب بہر حال ناگزیر ہے ہر آدمی کو اللہ پاک نے عقل و شعور اور فکر و دانش کی دولت بخشی ہے لہٰذا سب کو اپنی اپنی جگہ یہ سوچنا چاہیے کہ ان حالات کو دیکھ کر میرے اوپر مایوسی طاری ہوئی ہے تو کیا میں اس بگاڑ کے سامنے سپر انداز ہو جاؤں اور اسے من وعن قبول کر لوں؟

اور اپنے ضمیر سے یہ بھی دریافت کر لینا چاہیے کہ یہ حالات، بے دینی و بے غیرتی کا سیلاب جس تباہی کی طرف لے جا رہا ہے کیا ادھر جانے کے لیے واقعۃً بھی میں مجھے تیار ہونا چاہیے؟

اگر کوئی مومن جس کے اندر ایمانی حس موجود ہے جذبہ دینی و جذبہ جہاد موجود ہے کچھ بھی انسانی اقدار کا لحاظ اور شرافت کی احساس موجود ہے تو وہ ہرگز اس کے لیے تیار نہیں ہوگا اور قطعاً خود کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں ڈال لینے پر آمادہ نہیں ہوگا **ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكه** تو پھر اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ بہر حال اس طوفان بلاخیز، اس تشدد کی سیاست و انتشار اس بے دینی و الحاد فتنہ انگیزی کی مزاحمت کرے، شدید مزاحمت کرے جس قدر طاقت بھی اللہ نے اسے دی ہے اس کو قوم و ملت کی اصلاح میں صرف کر دے خواہ نتیجہ میں کامیابی ہو یا نہ ہو؟

ہم اس پر کب مکلف ہیں کہ خواہ مخواہ مطلوبہ نتائج کا ظہور بھی ہمارے ہاتھوں پہ ہو یہاں یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ منکرات سے روکنا اور معروفات کی دعوت دینا تو انسان کے لیے ممکن ہے لیکن برائی کو واقعی مٹا دینا اور بھلائی کو قائم کر دینا مومن کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر موقوف ہے اگر اس کی مرضی یہ ہے کہ وہ اس قوم کو تباہ ہونے سے بچاتے تو ہماری کوششوں میں برکت عطا فرما دے گا اگر اس کی مرضی یہ نہیں ہے تو ہم اپنے مساعی اپنے جہاد، اپنی کوششوں اور ممکنہ جد وجہد میں بظاہر اہل دنیا کے نقطۂ نظر سے ناکام ہو جائیں۔ بارگاہ ربوبیت میں ناکام نہیں ہوں گے بشرطیکہ ہم نے مقدور بھر کوششوں کا حق ادا کر دیا ہو۔

جولائی کے آخری عشرہ میں دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ ایک مختصر وفد کے ہمراہ ازبکستان کے ایک ہفتہ کے دورہ پر تشریف لے گئے وہاں کے مسلمانوں کے حالات، ان کے ساتھ خاص دینی و علمی اور اسلامی رشتے ناطے کی بنیاد پر استواری تعلقات اور وہاں پر دینی کام اور تعلیمی خدمات کے امکانات کا جائزہ لیا انہوں نے وہاں کے مسلمانوں میں دینی لٹریچر اور قرآن مجید بھی تقسیم کئے۔ انہوں نے وہاں کے علماء، تاشقند و ثمرقند کے قدیم علمی و دینی مراکز، مساجد، مدارس، اہم علمی شخصیات، عمر رسیدہ بزرگوں، نوجوانوں اور مساجد میں قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ سے ملاقاتیں بھی کیں امام بخاریؒ و دیگر اکابرین اور اولیا امت اور تاریخی مقامات کی زیارت کی۔ انہوں نے واپسی پر اپنے تاثرات میں ازبکستان کے اقتصادی حالات کی بہتری پر اطمینان کے اظہار کے ساتھ ان کے دینی و علمی اضمحلال کو حد درجہ افسوسناک قرار دیا۔

انہوں نے کہا کہ سوویت یونین وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں میں تقریباً ایک صدی تک اپنی تمام قوتوں کو اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں خرچ کرتا رہا مگر انجام کار خود مٹ گیا۔ ان ریاستوں میں مسلمانوں کی اسلام سے والہانہ وابستگی اور تڑپ اسی طرح قائم ہے۔ ازبکستان میں ہر جگہ اسلام اور اسلامی علوم کو حاصل کرنے کی شدید تڑپ بے چینی اور اشتیاق محسوس ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اس وقت عالم اسلام بالخصوص پاکستان کی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ ازبکستان اور دیگر مسلم ریاستوں سے پائیدار مستحکم تعلقات استوار کرکے ان نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت کا راستہ کھولے کیونکہ میں نے ہر جگہ بے شمار نوجوانوں کو پاکستان آکر دینی تعلیم حاصل کرنے کے جذبہ سے سرشار پایا۔

انہوں نے تمام اسلامی ممالک کے سربراہوں، بین الاقوامی دینی و تبلیغی اداروں اور اہل خیر سے اپیل کی کہ وہ وہاں کے مسلمانوں میں ازبکی مترجم قرآن احادیث اور بنیادی دینی لٹریچر فراہم کریں جب اللہ پاک نے احسان کرکے امت مسلمہ کو ان کا کھویا ہوا سرمایہ سمرقند، ترمذ، بخارا، خوارزم وغیرہ کی شکل میں واپس دے دیا ہے تو وہ اس کی بقاء اور دینی استحکام پر بھرپور توجہ دیں۔ مولانا سمیع الحق نے افغانستان میں تعمیر نو قیام امن اقتصادی ضرورت اور دینی تعلیم کو فروغ اور ازبکستان میں اسلامی تعلیم کی ترویج کو تمام عالم اسلام کا بنیادی فریضہ قرار دیا ہے۔

اس سلسلہ میں معروف ادارہ صدیقی ٹرسٹ کراچی بھی بنیادی اور موثر کردار ادا کر رہا ہے اہل خیر حضرات ان کے واسطے سے بھی اس مقدس مشن اور کار خیر میں بھرپور حصہ لے سکتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے ان ریاستوں کے حکمرانوں کو بھی اپنی مسلم رعیت کے جذبات کا احساس کرنے کی طرف توجہ دلائی کیونکہ کمیونزم کا زمانہ لد گیا ہے اب اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کام کرنے میں مستقبل کے تحفظ اور بقاء کا راز مضمر ہے۔ دارالعلوم کے مہتمم اگلے مرحلہ میں وہاں کے دینی تعلیم کے فروغ ترویج اور دارالعلوم کے ممکنہ خدمات کے سلسلے میں عنقریب بخارا، خوارزم، ترمذ، فرغانہ اور تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبے کا دورہ کریں گے۔